

Mr. Parthasarathy, I am told, is being named for admission into the Government. But one thing is clear. What Mr. Parthasarathy has said, after that he should never be included in the Council of Ministers.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): No_w there are two Messages. And there are some new Member_s anxious to speak. If the House can sit for half an hour, because Mr. Bhupesh Gupta has taken mor_e time, they can also take part. I am in the hands of the House. What is th_e opinion of the House? Shall we continue?

(No hon. Member dissented.)

5P.M.

MESSAGES FROM THE LOK SABHA

I. THE PUBLIC PROVIDENT FUND BILL, 1968.

II. APPOINTMENT OF A MEMBER TO THE JOINT COMMITTEE ON THE SCHEDULED CASTES AND SCHEDULED TRIBES ORDERS (AMENDMENT) BILL, 1967

SECRETARY: Sir I have to report to th_e House the following messages received from the Lok Sabha, signed by the Secretary of the Lok Sabha: —

(I)

"In accordance with the provisions of Rule 96 of the Rule_s of Procedure and Conduct of Business in Lok Sabha, I am directed to enclose herewith the Public Provident Fund Bill, 1968, a_s passed by Lok Sabha at its sitting held on the 2nd May, 1968."

Sir, I lay the Bill on the Table.

(II)

"I am directed to inform Rajya Sabha that Lok Sabha, at its sitting held on Friday, the 3rd May, 1968, adopted th_e following motion in regard t_o th_e Scheduled Castes and Scheduled Tribes Orders (Amendment) Bill, 1967: —

"That this House do recommend to Rajya Sabha that Rajya Sabha do appoint a member of Rajya Sabha to the Joint Committee on the Bill to provide for the inclusion in, and the exclusion from, th_e lists of Scheduled Castes and Scheduled Tribes, of certain castes and tribes, for the readjustment of representation, and redelimitation of parliamentary and assembly constituencies in so far as such readjustment and redelimitation are necessitated by such inclusion or exclusion and for matters connected there with, in the vacancy caused by the "re" signation of Shri D. Sanjivayya from the membership of the said Joint Committee and do communicate to this House the name of the member so appointed by Rajya Sabha to the Joint Committee."

I am to request that the concurrence of Rajya Sabha in the said motion, and also the nam_e of the member of Rajya Sabha appointed to the Joint Committee, may be communicated to this House."

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): Now there are seven members. I would request them to confine themselves to five minutes.

DESOLUTION REGARDING APPOINTMENT OF A COMMITTEE TO REVIEW CONSTITUTIONAL PROVISIONS RELATING TO FORM OF GOVERNMENT IN STATED—continued.

شری سید حسین (جموں و
کشمیر) : جناب - جو تجویز ہاؤس کے

سامنے ہے اس پر میں عرض کرنا
چاہتا ہوں - اصل میں اگر ہم آزادی
کے مطابق جو امریکہ نے پہلے حاصل
کی تھی جس کے متعلق جو عرض
کیا گیا ہے یاد کریں کہ ابراہم لنکن
نے کیا کہا تھا -

He said 109 years ago that we must
depend only on the spirit of liberty and
not on the army, navy or air force. If we
extinguish the spirit of liberty, we will be
sowing the seeds of despotism at our very
doors.

میں سمجھتا ہوں ہندوستان
جسے ہم نے انگریز کے ہاتھوں سے
حاصل کیا تھا تب سے ہم جمہوریت
کا فائدہ صحیح قہنگ سے اٹھا رہے
ہیں - ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ ہم
کو تقسیم کر کے اور دبا کر کے چھوڑ
گیا ہے - ایک طرف اس نے ایسی
حرکت کی اور ہمارے بیانیوں کو جدا
کیا اور دوسری طرف جو ایک یونیک
کیروکٹر ہندوستان کے لئے رہا سیکولرزم
کا ایسا کسی اور کلمہ میں نام
نہیں چلتا ہے کہوں کہ یہاں سکھ
تھے ، مسلمان تھے ، ہندو تھے ،
کرسچین تھے اور سبھی فرقے کے لوگ
تھے - تو سیکولرزم کا ترم ہندوستان
جیسے عظیم ملک نے کوائن کیا اور
کسی اور ملک میں یہ اور زیادہ
کوائن نہیں ہوا - یہی وجہ ہے کہ

انگریزوں نے ہم کو پریشان کر کے آزاد
کیا اور تب سے ہم اس آئین میں
یقین رکھتے ہیں جو سب فرقوں کو
گارنٹی دیتا ہے - ہم کشمیری بھی اس
میں شامل ہیں -

یہاں اس ریزولیشن میں کئی
اسٹیٹوں کے الیکشن کے بارے میں
حوالہ دیا گیا - میں سمجھتا ہوں
کہ ہم انہیں ، خلاف اور شخصی
نظام کے خلاف لڑتے تھے اور ہم نے
آزادی کا درخت ایسی سر زمین میں
لگایا ہے جس کے آزادی کے جذبے کو
گاندھی جی نے سیلچا ہے - ایک
طرف تو گاندھی جی نے آزادی کا
جذبہ سیلچا اور دوسری طرف اس کے
ریگستان تھا - ہم ہندوستانی ہیں
اور میں سمجھتا ہوں اس ہندوستان
میں آزادی کا پہل ہر ایک کو ملتا
ہے -

حال ہی میں پارلیمنٹ میں
اکثر ممبروں نے شیخ عبدالہ کی
دھائی کے متعلق کہا اور وہ دھا بھی
ہوئے مگر پاکستان میں مقابلتاً
ایک ہی پارٹی ہے - مقابلتاً
الیکٹریٹ کم ہیں اسی ہزار ہیں
اور پاکستان میں تانا شامی ہے اور
چمن بالکل اس کے لئے مشہور ہے -
ہم نے اس قیموکریسی کو اختیار کیا
ہے جو ہائی بیلٹ ہوئی ہے -

We do not believe in getting social-
ism through bullets.

یہ ہمارا اسٹیبلشمنٹ پرنسپل ہے -
میں سمجھتا ہوں کہ کانگریس کے
لوگوں کو جن کو ٹکٹ نہیں دیا جا
سکا وہ یہاں سے چلے گئے مگر وہ
ریٹیرین اسٹیٹسمین ہیں - ہم کو اس کا
اعتراف ہے مگر ہو سکتا ہے کہ
معمولی ناراضگی سے دوسری پارٹیوں
سے مل گئے ہوں اور ان پارٹیوں نے
ان کو لیڈر بنایا ہو لیکن کیسے ہے
کس ملک سے ہے کن اصولوں پر
کہتے ہوئے تھے اور پانچولہ ہوئے ہیں -
بہر حال چونکہ اس معاملہ میں
میں زیادہ نہیں کہنا چاہتا ہوں
صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ
ہماری اسٹیٹ کے بارے میں بار بار
یہ کہا گیا ہے الیکشن کے بارے میں
کہ وہاں الیکشن نہیں ہوئے یہ
بات ہاؤس اور پریس میں بھی آئی
ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا
ہوں کہ شیخ عبداللہ کے وقت میں
ہماری ریاست میں کوئی مخالف
پارٹی امیدوار نہیں تھا - بخششی غلام
محمّد کے وقت بھی بالکل نام کا
ایوزیشن آیا تھا لیکن آج وہاں نیشنل
کانفرنس ایوزیشن میں لیجسلیٹو میں
کہتی ہے - ہماری ریاستی سرکار کے سربراہ
صادق صاحب نے سب کو وعدہ کیا تھا
گارنٹی دی تھی اور وہاں الیکشن جو
ہوئے تھے وہ الیکشن کمیشن آف انڈیا
کے ذریعہ ہوئے تھے اور میں نے

مستحیثیت ایڈروکیٹ کے آرگو کیا تھا
اور وہ مطمئن ہوئے کہ وہاں فیڈر
الیکشن ہوا - میں سب سے نگر کے بارے
میں پاکستان ریڈیو کی خبر کو کوٹ
کرتا ہوں :-

Radio Pakistan commentary in English
at 4-50 p.m. on January 10, 1967
described Masoodi as an 'important
candidate in the elections' and 'a
champion of the freedom of Kashmir.'
His meagre handful of slogans 'Release
Sheikh Abdullah' and 'Let Kashmiris
decide Kashmir's fate', etc., were
described as a manifesto, parts of which
were broadcast repeatedly. Members of
the Plebiscite Front despite its formal call
for a boycott of the elections went to
Masoodi's support. Masoodi had chosen
a constituency (Srinagar) where he and
his father are well known, for a prestige
fight in a four-cornered contest with
Bakshi Ghulam Mohammad, Ali Mo-
hammad Tariq (a Congress Member) and
T. N. Mattoo (Jan Sangh). In an
electorate of 354,365, the votes polled
were 131,871 representing a percentage
of 37.21. Bakshi Ghulam Mohammad
won the seat with 59,415 votes. Tariq
followed with 50,179 votes . . .

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI
AKBAR ALI KHAN): Thank you.

شری سید حسین : ہماری
کانگریس پارٹی کے زیادہ ممبر ہیں -

I humbly submit that this means
encroachment on our valuable time and
the right of speaking in this House. I
would request humbly that I may be
allowed only five minutes more,

[شری سید حسین]

تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں -
ہمارا کلسٹی ٹیوشن گورننگی کرتا ہے
فلڈامٹل رائٹس کو -

وائس چیئرمین (شری اکبر علی

خان) : آپ کا تاہم ہو گیا ہے -

شری سید حسین : تو میں ایک

ملیت میں ختم کرنا ہوں - کچھ
ممبروں نے کہا کہ ڈالیا - ساہو چین نے
اور ٹاٹا نے ممبروں کو بنایا - میں سمجھتا
ہوں کہ الیکٹریٹ کو ایجوکیٹ کرنا
چاہیئے - اگر الیکٹریٹ ایجوکیٹ
ہو جائیں گے - تو بائی لٹ سمجھ
داری سے ووٹ دے سکیں گے اور ص
آدمی آگے آئیں گے -

† [شری سید حسین (جम्मू اور کشمیر) :
جناب جو تاجپور ڈاؤس کے سامنے ہے اس
پر میں اچھے کرنا چاہتا ہوں ۔ اصل میں اگر
ہم آزادی کے متاویک جو امریکا نے
پہلے حاصل کی تھی جس کے متعلق جو
اچھے کیا گیا ہے یاد کرے کہ بڑا ہم
لکین نے کہا تھا تھا ۔

H. said 109 years ago that we must
depend only on the spirit of liberty and
not on the army, navy or air force. If we
extinguish the spirit of liberty, we will be
sowing the seeds of despotism at our
very doors.

میں سمجھتا ہوں ہندوستان جسے ہم نے انگریزوں
کے ہاتھوں سے حاصل کیا تھا تب سے ہم
جمنوریٹ کا فائدہ سہی دنگ سے اٹھا
رہے ہیں ۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ ہم کو
تقسیم کر کے اور دبا کر کے ڈھک گیا ہے ۔

† [] Hindi translation.

ایک طرف اس نے اسی حرکت کو اور ہمارے
ہاتھوں کو جوتا دیا اور دوسری طرف جو
ایک یونیک کرکٹر ہندوستان کے لیے رہا
سکولرزم کا ایسا کسی اور کٹری میں
نام نہیں چلتا ہے کیونکہ یہاں سب سے
مسلمان تھے، ہندو تھے، کرسچین تھے اور
سب فریک کے لوگ تھے ۔ تو سکولرزم
کا ٹرم ہندوستان جیسے اسیام ملک نے
کایم کیا اور کسی اور ملک میں یہ
اور زیادہ کایم نہیں ہوا ۔ یہی وجہ ہے
کہ انگریزوں نے ہم کو پریشان کر کے آزادی
کیا اور تب سے ہم اس آئین میں یکن
رہتے ہیں جو سب فریک کو گارنٹی دیتا ہے—
ہم کشمیری بھی اس میں شامل ہیں ۔

یہاں اس ریزولوشن میں کئی سٹیم کے
ایکشن کے بارے میں ہوا دیا گیا ۔ میں
سمجھتا ہوں کہ ہم انگریزوں کے خلاف اور
اچھی نیجام کے خلاف لڑتے تھے اور ہم نے
آزادی کا درخت ایسی سرزمین میں لگایا
ہے جس کے آزادی کے جڑے کو گاندھی جی نے
سیچا ہے ۔ ایک طرف تو گاندھی جی نے آزادی
کا جڑا سیچا اور دوسری طرف اس کے
رہستان تھا ۔ ہم ہندوستانی ہیں اور میں
سمجھتا ہوں کہ اس ہندوستان میں آزادی
کا فल ہرے کو ملتا ہے ۔

حال ہی میں پارلیامینٹ میں اکرر ممبروں
نے شے عبداللہ کی رٹائی کے لیے کہا
اور وہ رٹا بھی ہوا مگر پاکستان میں
مقابلت ایک ہی پارٹی ہے ۔ مقابلت
ایکٹورے کم ہیں اکرر ہزار ہیں اور پاک-
ستان میں تاناشاہی ہے اور چین بیکول
اس کے لیے مشہور ہے ۔ ہم نے اس ڈیموکریسی
کو اکرر کیا ہے جو باری باری ہے ۔
We do not believe in getting social-
ism through bullets.

یہ ہمارا اسٹبلشڈ پرنسپل ہے ۔
میں سمجھتا ہوں کہ کانگریس کے لوگوں کو جن کو

टिकट नहीं दिया जा सका वे यहाँ से चले गये मगर वो वेटरन स्टेडसमैन हैं। हमको इसका इतराफ है मगर हो सकता है कि मामूली नाराजगी से दूसरी पार्टियों से मिल गये हों और इन पार्टियों ने इनको लीडर बनाया हो। लेकिन कैसे है किस मुल्क से है किन उसूलों पर खड़े हुए थे और पॉपुलर हुए हैं। बहरहाल चूंकि इस मामले में मैं ज्यादा नहीं कहना चाहता हूँ सिर्फ यह अर्ज करना चाहता हूँ कि हमारी स्टेट के बारे में बार बार यह कहा गया है इलैक्शन के बारे में कि वहाँ इलैक्शन नहीं हुए और यह बात हाउस और प्रेस में भी आई है लेकिन मैं यह अर्ज करना चाहता हूँ कि शेख अब्दुल्ला के वक्त में हमारी रियासत में कोई मुखालफ पार्टी उम्मीदवार नहीं थी। बकशी गुलाम मुहम्मद के वक्त भी बिल्कुल लाम का आपोजीशन आया था लेकिन आज वहाँ नेशनल कान्फ्रेंस आपोजीशन में लेजिस्लेटिव में खड़ी है। हमारी रियासती सरकार के संस्वराह सादिक साहब ने सब को वायदा किया था गारण्टी दी थी और वहाँ इलैक्शन जो हुए थे वो इलैक्शन कमीशन आफ इण्डिया के जरिए हुए थे और मैंने बाहैसियत एडवोकेट के आरगू किया था और वे मुत्तमय्यन हुए कि वहाँ फेयर इलैक्शन हुआ। मैं श्रीनगर के बारे में पाकिस्तान रेडियो की रिपोर्ट कोट करता हूँ :

Radio Pakistan commentary in English at 4-50 p.m. on January 10, 1967 described Masoodi as an 'important candidate in the elections' and 'a champion of the freedom of Kashmir'. His meagre handful of slogans 'Release Sheikh Abdullah' and 'Let Kashmiris decide Kashmir's fate, etc.', were described as a manifesto, parts of which were broadcast repeatedly. Members of the Plebiscite Front despite its formal call for a boycott of the elections went to Masoodi's support. Masoodi had chosen a constituency (Srinagar) where he and his

father are well known, for a prestige fight in a four concerned contest with Bakshf Ghulam Mohammad, Ali Mohammad Tariq, (a Congress Member) and T. N. Matoo (Jan Sangh). In an electorate of 3,54,365 the votes polled were 1,31,871 representing a percentage of 37.21. Bakshi Ghulam Mohammad won the seat with 59,415 votes, Tariq followed with 50,179 votes . . .

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): Thank you.

श्री सैयद हुसैन : हमारी कांग्रेस पार्टी के ज्यादा मेम्बर हैं।

I humbly submit that this means encroachment on our valuable time and the right of speaking in this House. I would request humbly that I may be allowed only five minutes more.

तो मैं अर्ज करना चाहता हूँ। हमारा कांस्टीट्यूशन गारण्टी करता है फण्डामेंटल राइट्स को।

डाइत चैयरमैन (श्री अकबर अली खां): आपका टाइम हो गया है।

श्री सैयद हुसैन : तो मैं एक मिनट में खतम करता हूँ। कुछ मेम्बरों ने कहा कि डालमिया साहब जैन ने और टाटा ने मेम्बरों को बनाया। मैं समझता हूँ कि इलेक्टोरेट को ऐज्यूकेट करना चाहिये। अगर इलेक्टोरेट ऐज्यूकेट हो जायेंगे तो वाई बेलेट समझदारी से वोट दे सकेंगे और सही आदमी आगे आयेंगे।

श्री एस० एल० कोल्लूर (मैसूर): उप-सभाध्यक्ष महोदय जो रिजोल्यूशन कांस्टीट्यूशन में अमेंडमेंट करने के लिए रखा गया है उससे कुछ फायदा होने वाला नहीं है। आज हमारे मुल्क में सियासी हिंसा से इम्प्योरिटी आ गई है और जनता करप्ट कर रही है। क्या हम इस चीज को कांस्टीट्यूशन को अमेंड करके ठीक कर सकते हैं और इस तरह से उसमें प्योरिटी आ सकती

[श्री. एम० एन० केलकर]

है ? क्या हम इस तरह से जनता में करेक्टर ला सकते हैं यह बुनियादी मसला है और इस पर हमका सोचना होगा । इस चीज को कांस्टीट्यूशन को अमेंड करने से ठीक नहीं किया जा सकता है क्योंकि आज पोलिटिकल पार्टीज की हालत ऐसी हो चुकी है कि आप जरा पीछे की ओर देखिये कि जिन लोगों को 1952 में टिकट नहीं दिया गया वे ही अपोजीशन पार्टी के बड़े लीडर बन गये हैं । वे लोग जब कोई आइडियलिस्टिक बेसिस पर और इकोनॉमिक प्रोग्राम को लेकर काम नहीं करेंगे तो उससे जनता में इम्पॉरिटी पैदा करेंगे । लोग जब इलैक्शन में करण्ट प्रैक्टिस अख्तियार करते हैं तो जनता को भी उसी तरफ ले जाते हैं । आप ईमानदारी से देखें कि जो लोग इलैक्शन में खर्च करते हैं उसका सही हिसाब बतलाते हैं कि वे क्या खर्च करते हैं और इसमें हमारा क्या ऐक्शन होता है । आज जो इलैक्शन में प्रोपेगन्डा होता है वह कास्ट के बेसिस पर होता है प्राविन्स के बेसिस पर होता है और कम्युनिटी बेसिस पर होता है । आज एटमास्फीयर क्या है सब पार्टीज में । कोई कम्युनिस्ट नहीं बचा है, कोई एस० एस० पी० नहीं बचा है, कोई जन संघ नहीं बचा है । आज मैं हजारों केस ऐसे बता सकता हूँ कि जो जन संघ के मेम्बर हैं वे यहाँ से निकाले गये हैं, जो एस० एस० पी० के मेम्बर हैं वे यहाँ से निकाले गये । यही लास्ट जनरल ऐलेक्शंस में जो कांग्रेस से निकाले गये हैं उन्हीं को आज लीडर बना के रखा गया है असेम्बलियों में । उसमें कोई बात नहीं है लेकिन देखना यह है कि बुनियाद क्या है । पोलिटिकल पार्टीज जो आज संभाले हुए हैं, जो पार्टीज के लीडर्स हैं, जो पार्टीज के आफिस बियर्स हैं वे अपने अपने ढंग से ग्रुप बना करके दूसरे लोगों को दूर रखते हैं अपनी ही गवर्नमेंट से, अपनी ही पार्टी से । आज कम्युनिस्ट

पार्टी का भी वही हाल है । अगर डोंगे जी हट गये तो फिर सब मिल जाते । अब कोई लेफ्टिस्ट हो गया और कोई राइटिस्ट हो गया । यहाँ सब काम आइडियलिज्म से हट कर के होता है । कांस्टीट्यूशन में अमेंडमेंट करने से भी कोई मसला हल नहीं होगा । फार एक्जाम्पल आप पंचायतों का केवल बोर्ड को लीजिये, पंचायतों का ऐलेक्शन नहीं होता है । कार एक्जाम्पल आप मैसूर का लीजिये हमने अपनी ओर से ऐक्ट बनाया है कि पंचायतों का चार साल के अन्दर ऐलेक्शन होगा, लेकिन आठ साल तक तालुका बोर्ड और पंचायतों का ऐलेक्शन नहीं होता है । अगर ईमानदारी के साथ हम मासेज (Masses) को एजुकेट करें और यह पैसा, यह शराब और जाति वर्गरेह का मसला न हो तो न बिरला आने वाला है, न टाटा आने वाला है, जो वर्कर्स हैं वही आने वाले हैं । आज परिस्थिति ऐसी है कि जनरल ऐलेक्शंस में कि कोई आदमी जो वर्कर है, जो ईमानदारी के साथ काम कर सकता है उसके लिये ऐलेक्शंस में कोई जगह नहीं है । अगर कोई और कुछ कहता है तो मैं उससे मुतफिक नहीं हो सकता और बिल्कुल गलत चीज उसमें हो सकती है । आज ऐसी चीज हो सकती है कि अगर हम यह सोचें कि जल्दी से जल्दी हर लेवल पर जो ऐलेक्शंस हैं वे हम सड्ती के साथ करायें तो उससे हालत ठीक हो सकती है । आज जरूरत हो तो अमेंडमेंट कांस्टीट्यूशन में करके 5 साल के बजाय चार साल या तीन साल जनरल ऐलेक्शंस के लिये रखिये । इससे जो पार्टी पालिटिक्स है वह आपसे आप खत्म हो जायगा राज्य सभा का भी ऐलेक्शन 6 साल के बजाय चार साल का रखिये । इसी तरह से पंचायतों का ऐलेक्शन चार साल के बजाय दो साल रखिये । इससे मासेज में यकीनी तौर से सही ढंग आयेगा सिर्फ यह कहने से काम नहीं चलेगा जो आदमी पोलिटिकल पार्टी से निकाले

हुये हैं वे इम्प्योर हैं और हम प्योर । जो पार्टी वाले ऐसा बोलते हैं उसमें कोई सच्चाई नहीं है । जो कनविकेशन के लिहाज से पार्टी चेंज करते हैं वे भी उतने ही ईमानदार हैं । आप कांशंस देखिये कि वे किस वजह से पार्टी छोड़ कर चले गये हैं और आप खरा अन्दर जाइये कि एक पार्टी छोड़ कर वे दूसरी पार्टी में क्यों गये हैं । जो पार्टी में रहने वाले हैं उनमें भी उतनी ही इम्प्रोरिटी है जितनी पार्टी छोड़ कर जाने वालों में है । इस लिहाज से पार्टी का मसला इस तरह से हल नहीं होता है । यह सिर्फ इस तरह से हल होगा कि पोलिटिकल पार्टीज बैठें और इसके लिये कोई हल निकालें । कांस्टिट्यूशन में अमेंडमेंट करने से ही यह मसला हल होने वाला नहीं है । इसलिये मैं समझता हूँ कि इस रेजोल्यूशन से कुछ फायदा भी नहीं होता है । ये दो लफ्ज कह कर मैं बैठना चाहता हूँ ।

श्री गुरमुख सिंह (पंजाब): उपसभाध्यक्ष महोदय, इस महद्द वक्त में इस प्रस्ताव के सम्बन्ध में मैं सिर्फ दो बातें कहना चाहता हूँ । इस प्रस्ताव को पेश करने वाले माननीय मेम्बर की भावना कुछ हो, मगर यह प्रस्ताव एक नामुकम्मल सा प्रस्ताव है । कांस्टिट्यूशन में तो परिवर्तन होते ही रहते हैं, वक्त पर, मुनासिब वक्त पर होते हैं, और आगे भी होते चले जायेंगे, मगर इस प्रस्ताव में जो तजवीज पेश की गई है उसका हथ्र वही होगा जो कि उन वजारतों का हुआ है जो कि इस कहावत के मुताबिक बनी थीं :

कहीं की ईंट, कहीं का रोड़ा,
भानमती ने कुनवा जोड़ा ।

तो जो उसका हथ्र हुआ है, अगर इस किस्म की कोई कमेटी इस प्रस्ताव के मुताबिक बना भी दी जाये तो उसका भी वही हथ्र होने वाला है । इसलिये मैं समझता हूँ कि यह प्रस्ताव बेमानी है ।

कुछ माननीय मेम्बरों ने कुछ बातें इस हाउस में ऐसी कहीं हैं जिनका ताल्लुक मुजव्वह प्रस्ताव से तो ज्यादा नहीं था मगर उन्होंने जो कुछ अपने दिल का कहना था वह कह दिया । मैं समझता हूँ कि कांग्रेस पार्टी पर यह दोष देना या सेंट्रल गवर्नमेंट पर यह दोष देना कि जो गैर-कांग्रेसी वजार कुछ प्राविसेज में बनाई गई और तोड़ दी गई हैं उनका वैसा हथ्र कांग्रेस की वजह से हुआ है या केन्द्रीय सरकार की वजह से हुआ है, यह बात बिल्कुल ही गलत है ।

दूसरे सुबों में जो हालत है उनको तो हमने अबबारात में पढ़ा है । मगर पंजाब के मुताल्लिक मैं खुद चम्भदोद गवाही दे सकता हूँ कि पंजाब में जनरल एलेक्जेंडर में हम कांग्रेस वाले 48 मेम्बर कामयाब हुये । अगर 53 हों तो वहाँ कांग्रेस को वजारत बन सकती थी । मैं आपको यह कहता हूँ कि शुरू से हमारी यह भंशा थी कि अब हम देखें कि दूसरे लोग किस तरह से हुआ का तजुर्बा करते हैं और वह किस तरह से हुआ चलाते हैं अगर ये यह हथ्र शुरू से समझते थे कि इस तरह के जो अजोड़ जोड़ हो रहे हैं उनसे कोई हुकूमत चल नहीं सकती और ऐसा हो हुआ । उस वक्त भी हमारे साथ आठ दस के करीब मेम्बर आने को तैयार थे, कांग्रेस में शामिल होने को तैयार थे, मगर हमने यह मुनासिब नहीं समझा था और कांग्रेस हाई कमांड ने भी यही कहा था कि किसी ग्रुप से तोड़ कर किसी को लेना ठीक नहीं है, अगर ग्रुप का ग्रुप कोई आता है तो आप उसके बारे में सोच सकते हैं । इस तरीके हमने उस तरफ खयाल नहीं किया और वहाँ यूनाइटेड फ्रंट की सरकार बनी और उसका तजुर्बा लोगों ने किया । यह बिल्कुल गलत है कि उसके तोड़ने में कांग्रेस ने कुछ खास तौर पर कोशिश की है क्योंकि हम तो चाहते थे कि ये तजुर्बा करें । मगर बात असल में यह हुई कि इस किस्म की

[श्री एम० एल० कोल्हुर]

पार्टी इकट्ठी हुई यानी कम्युनिस्ट, अकाली पार्टी, जनसंघ पार्टी, कम्युनल और नान-कम्युनल पार्टीज जो थीं वे इस ढंग से इकट्ठी हुई कि जब उनका कोई मिनिस्टर कहीं पंजाब में किसी शहर में जाता था तो उनका जो अपना युनिट था, भसलन कोई जनसंघ का मिनिस्टर जाता था एक शहर में तो अकालियों का जो लोकल यूनिट होता था तो वह उसको काले झंडे दिखाता था। जब हालात ऐसे थे तो वह बजारत कितनी देर चल सकती थी। इस तरह से जो ऐसी बजारतें टूटीं वे अपनी वजह से टूटीं, अपनी कमजोरी की वजह से टूटीं। कांग्रेस ने उनको तोड़ने की कोशिश नहीं की और न कांग्रेस की ऐसी मंशा थी। इसलिये पंजाब की मिसाल से मैं बड़े जोर से यह बात कहना चाहता हूँ कि यह बिल्कुल ही गलत है कि कांग्रेस की किसी वजह से या सेंट्रल गवर्नमेंट को किसी वजह से पंजाब में यूनाइटेड फ्रंट की सरकार टूटी है, बल्कि मैं अपने यहाँ जो नेता हैं उनके मन की बात को जानता हूँ कि वे यह चाहते थे कि इनको चलने दें, मगर उनका चलना ही ऐसा नामुमकिन हो गया और इस वजह से नामुमकिन हो गया कि कम्युनिस्ट, अकाली और जनसंघ ये तीनों इकट्ठे हो कर के इनका चलना जो था वह बिल्कुल नामुमकिन था और इस वजह से उनकी बजारत जो थी वह टूट गई। एक बात मैं यह कहना चाहता था।

दूसरी बात जिसका जिक्र मैं इस प्रस्ताव के साथ करना चाहता हूँ वह यह है जो अरोड़ा साहब ने कहा है। मैं समझता हूँ कि अच्छा परिवर्तन अच्छी बात है। डिफेक्ट्स का मेरा भी कई साल का तजुर्बा है। कांग्रेस ने तो हमेशा उनको डिस्क्रिज किया है। अच्छी बात तो यह है कि कोई किसी पार्टी को छोड़ कर आता है तो फिर वह नया एलेक्शन लड़े और जिस पार्टी में वह शामिल हुआ है उस पार्टी के

टिकट पर इस्तीफा देकर लड़े। मैं समझता हूँ कि असूलन यह बात ठीक है। मगर इसमें कसूर किसको दे सकते हैं। हम ने तो एक मिसाल, जैसा कि अरोड़ा साहब ने कहा है, पेश कर दी है और उस मिसाल का अच्छा असर हुआ है। हरियाणा में अब मिडटर्म एलेक्शन हो रहा है, मैं तकरीबन हर एक हल्के से होकर आया हूँ, मैंने देखा है कि जनता ने इस चीज का बड़ा स्वागत किया है, काँग्रेस हाई कमांड ने जो यह फैसला लिया है कि डिफेक्ट्स को टिकट न दिये जायें इसका असर आम जनता पर बहुत ज्यादा हुआ है और शायद सिर्फ एक इस असर की वजह से ही इस वक्त कांग्रेस हरियाणा में एक्सल्यूट मेजरिटी में हो जाये तो कोई ताज्जुब की बात नहीं है। इस वास्ते मैं यह गुजारिश करूंगा...

श्री भूपेश गुप्त : आप डिफेक्टर को तो चीफ मिनिस्टर बनाते हैं, पंजाब ने बना दिया, बंगाल में बना दिया, बिहार में बना दिया और आपको राज्य सभा में भेज दिया।

श्री गुरुमुख सिंह : मैं पंजाब की बात कह रहा था और मैंने कहा कि कम्युनिस्ट और जनसंघ और अकाली इकट्ठे होकर चलें यह मुश्किल है, चल नहीं सकते, और इसी वजह से पंजाब की यूनाइटेड फ्रंट की गवर्नमेंट टूटी है, कांग्रेस का उसके तोड़ने में कोई दखल नहीं है, यह आपको पता होना चाहिये।

तो मैं यह अर्ज कर रहा था कि डिफेक्ट्स की बात जो चल रही थी तो उसके बारे में कांस्टीट्यूशन में कोई ऐसा परिवर्तन हो जाये, पक्के तौर पर हो जाये, तो मैं समझता हूँ कि आम सोसाइटी के लिये और हर एक आर्गो-नाइजेशन के लिये यह बहुत अच्छी बात है।

मगर एक बात, साहबे सदर, मैं आपको बताऊँ कि यूनाइटेड फ्रंट या दूसरी जो सरकारें बनी थीं उनका तजुर्बा भी अब बहुत कुछ

लोगों ने कर लिया है। वह विरोधी पार्टियों के
मेम्बर बीस साल की बात बार बार करते हैं।
बीस साल का अर्सा तो बहुत लम्बा होता है।
मैं इस बात से इतिफाक नहीं करता, गलतियाँ
तो हुई होंगी, जो हुकूमत में लोग होते हैं
वह गलती भी करते हैं, व्यक्तिगत गलती
होती है, अर्गोनाइजेशन ने भी कहीं कोई
गलत फैसला कर दिया हो, मगर यह बात
बिल्कुल साफ है कि युनाइटेड फ्रंट की जो
सरकार है उन्होंने तो एक साल के अन्दर अन्दर
ही फिर कांग्रेस की तरफ लोगों को मृतवज्जह
कर दिया है। मैं आपको सच कहता हूँ।
साहबे सदर, मैं एक खूबसूरत शेर के साथ
अपनी बात को खत्म करता हूँ—किसी शायर
ने अपने लिये कहा हो लेकिन इस वक्त के
हालात पर यह बिल्कुल असरंदाज होता
है :

इस खता पर एहले साहिल मुझ से
बरहम है बहुत,

डूब कर अमवाजे तूफान में उभर
आता हूँ मैं।

SHRI B. T. KEMPARAJ (Mysore): The
Resolution says:

"This House is of opinion that, in view
of the political developments in some of the
States since the last general elections
leading to administrative instability,
Committee of Members of Parliament
representing different political parties
should be appointed to review the provi-
sions of the Constitution, particularly the
provisions relating to the form of
Government in the States, and make
recommendations for appropriate changes."

It is a wonder to me how the Member was
pleased to bring this Resolution." While
bringing this, he ought to have perused the
Constitution and the article there in. Article
368 of the Constitution makes it abundantly
clear that for any amend-

ment sought to the Constitution there is a
procedure laid down. Without following that,
this Resolution is infructuous even to be
brought before the House. The Constitution is
said to be one of the best Constitutions in the
world. At the time this was introduced before
the Constituent Assembly, many learned
people had praised the value of this
Constitution. The American Constitution
which is a written one, has been compared
with this" and it is said that this is the best
Constitution. Again, in England, as we know,
there is no written Constitution. It is an
unwritten Constitution that is working there.
Then, in our Constitution, in the preamble
itself it is stated:

"WE, THE PEOPLE OF INDIA, having
solemnly resolved to constitute India into a
SOVEREIGN DEMOCRATIC REPUBLIC
and to secure to all its citizens:

JUSTICE, social, economic and J
political;

LIBERTY of thought, expression, belief,
faith and worship;

EQUALITY of status and of opportunity
and to promote among them all;

FRATERNITY assuring the dignity of
the individual and the unity of the Nation;

IN OUR CONSTITUENT ASSEMBLY
this twenty-sixth day of November, 1949,
do HEREBY ADOPT, ENACT AND
GIVE TO OURSELVES THIS
CONSTITUTION."

When this is the Preamble I do not know how
such vehement arguments are advanced by the
Members of the opposition. How is it tenable?
One Member went to the extent of saying that
the Congress should go out of the political
arena, for what reason I do not know. Under
this Constitution, the Members of the
Opposition should know that they have got
the liberty to express their opinions before
this House. There are particu-

[Shri B. T. Kemparaj.] lar provisions referring to changes in a State and its Government. Under articles 354, 355 and 356 it is made abundantly clear that in an emergency, when there is political instability, the Governor has got a duty to report to the President about the matters of the State Legislature and its functions. Then the President will come into the picture. Till then, when the party in power functions, whether the Opposition or the composite groups of political parties, so long as they carry on the administration in accordance with the provisions of the Constitution, no one will meddle with their internal affairs. Therefore, the case made out by the Opposition is not a fit one or a strong one for considering this Resolution. I, therefore, submit that the Resolution should be rejected.

SHRI SITARAM JAIPURIA (Uttar Pradesh): Mr. Vice-Chairman, after hearing Mr. Gupta it may be that quite a number of Members may not agree with the Resolution but I am sure everyone here, including Mr. Gupta, will agree that Mr. Khaitan has done well in focussing the attention of this House and the country to the present situation in the country which is so vital for its soul, political and economic. I for one, feel that the framers of our Constitution, when they framed it, did use the foresight which was the order of the day, which was necessary for us to have a democratic system, a parliamentary democratic system along with the federal structure, but what is good today may not necessarily be good for tomorrow and any country which is progressive in its views will have to adjust itself according to the times and circumstances. For all these years this Constitution has, by and large, proved satisfactory because there was one party rule but now in the last two elections as the political complexion has changed, this system has to be changed and

ways will have to be found out to see how the political instability could be solved. Sir, I for one do not take this opportunity to say whether this party is responsible, whether the Congress has done a wonderful job or the opposition has done a wonderful job, but I personally feel, Mr. Vice-Chairman, that the political situation in the country cannot be ever governed by factors other than economic considerations. It is the economic condition of the country which "will govern the political scene of the country, and it is in that context 'that it is absolutely essential that there should not only be political stability but also, whatever may be the party-in power, it is essential that the Constitution, the rules and regulations, which are vital to the growth of the country, are not only maintained but also honoured by any party that comes into power. In that context it is necessary for us to see what the Congress Party did. The Congress Party, having ruled for all these years not only at the Centre but also all over the States, could not stand the other parties ruling in some States. Haryana was toppled. West Bengal was toppled in peculiar circumstances. And U.P. also had met with the same fate, and according to the forecast of many a political observer, Madhya Pradesh and Bihar may have to follow suit— it will be no wonder-if it came about. In these circumstances we have got to consider as to what should be done and what is the possible reason for this instability. After all, it is well known that once somebody sticks to a chair, he does not like to leave the post or office and the lucrative way of living, and that- has caught the imagination of the people, in general, who like to stay where they are. They think that the nation feels that their services are in the interests' of the country, while some of my friends here have claimed that out of disorder, order will come and justice will come. It is true that for political considerations and for political parties it may

be there. But for the economic growth of the country, that cannot be said to be an aspect which will be satisfactory in all possible ways. I personally say that unless and until provincialism and casteism, which are being spread all over the country—and it is not by one party alone but by many others—unless that is shed away, no amendment in the Constitution is going to help. A number of Senas are there developing fast, like the Shiv Sena in Maharashtra, Gopal Sena in Kerala, Sardar Sena in Gujarat, Soshit Sena in Bihar, Vijay Sena in West Bengal and Lachit Sena in Assam. '

SHRI BHUPESH GUPTA: And Tata Senas everywhere.

SHRI SITARAM JAIPURIA: My friend, Mr. Bhupesh Gupta, it appears, is very much enamoured of these names. He may have reasons of his own and I for one would not go into them. He poses to be the custodian of the Constitution and yet, if anyone has contributed to the national growth, or is interested in the development of industries and trade and in the improvement of the economic condition of the country, of course it does not suit certain people for obvious reasons. I would not like to go into it. I strongly feel that the Constitution should permit them, and we who are supposed to be the supporters of the Constitution should see that they get the right place in the right manner. If any member is raising any point which does not in any way suit somebody else, there is no reason why we should take it for granted that this message has come from the Birlas or the Tatas, or the message has come from some other persons or some other country. This is a matter of opinion.

SHRI BHUPESH GUPTA: At the moment the message has come from the Jaipurfas,

SHRI SITARAM JAIPURIA:
I am grateful to Mr. Gupta for the interruption because this will probably give me another half a minute, and the Vice-Chairman will give me this much indulgence.. .

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): No, no.

SHRI SITARAM JAIPURIA:
Then, Mr. Vice-Chairman, the creation of Food Zones is another possible reason for the difficulties because what happens today is that the wheat of Haryana cannot go to U.P., and the rice of West Bengal cannot go to Kerla. I for one feel that it is necessary for the Government to ensure, for the ruling Congress Party and all the political parties to ensure that this sort of situation should be avoided. And one of the possible ways of doing that, to my mind, will be that, instead of having so many as 17 States and 10 Union Territories, each trying to be autonomous—and while they try to be autonomous, sometimes they seem to become dictatorial to the Centre, and also the Centre tries to dictate to them, to some. So it may be advisable that the States and the Union Territories should merge in a manner that there will be only five or six States, so that when we assemble, when people from the different States come and assemble in the Assembly or in the other democratic institutions, come and sit together in one body, they may forget whether he is a Gujarati or Bengali or Parsi or Marwari or one from any other community, and that probably will solve this problem.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): Thank you.

SHRI SITARAM JAIPURIA.: For this it may be advisable to appoint a reorganisation commission which may be asked to report, in which may be included political leaders also, not only eminent educationists or scien-

[Shri Sitaram Jaipuria.]

tists, or others whom Mr. Bhupesh Gupta quoted, but also persons who may be outstanding in their contribution, and the basis should not be language, out administrative and geographical considerations. That, I think, will solve the problem, and it will be possible for us to have a country where all of us, as we sit here, may discuss and argue and talk together. We shall be able to solve the problem and create such a situation, and it will be helpful in maintaining the democratic institution, because it has been said that in a parliamentary democracy there is less of trouble but more of shouting, and in a totalitarian society there is less of shouting but more of botheration, and I for one would certainly prefer the first one.

Thank you.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): Mr. A. P. Chatterjee.

SHRI BRAHMANANDA PANDA (Orissa): Before Mr. Chatterjee begins to speak I seek your permission to say this. I was to speak today because Mr. Khaitan wanted me to speak. But I am ill and I cannot speak today. However, what I want to say is this that either way, Mr. Bhupesh Gupta's or Jaipuria's, we will be lost.

SHRI A. P. CHATTERJEE (West Bengal): Mr. Vice-Chairman, Sir, certainly I support this Resolution.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): Support.

SHRI A. P. CHATTERJEE: Now I support this Resolution for this reason that there should really be a parliamentary body to go into the provisions of the Constitution for this reason that the Constitution has to be looked into a little carefully. Mr. Vice-Chairman, Sir, as I live it, our Constitution has

been a hopeless affair for this reason—that we have tried to borrow from everybody, from Jack and Jill—they have also inspired us—and Tom and Dick—they have also inspired us. Now, taking our inspiration from Jack and Jill as well as from Tom and Dick, well, ultimately what has happened is this, Sir, that our Constitution has become a constitution of contradictions.

Now these contradictions are good enough in the British Constitution for this reason that the contradictions there are the remnants of big titanic struggle between the monarchy and the people there.

Now I am just taking only one instance in the Constitution, articles 163 and 164. Now what does article 164 say? It merely says, this that the Ministers shall hold office at the pleasure of the Governor. Now, where have we taken it from? We have taken it from England. Now why did England have such a provision as this? England did have such a provision like this not because of their loyalty to the King, but because they wanted to get as much from the King as possible by virtue of their titanic struggles. They had that great struggle and the King had to lose even his head, in the seventeenth century, in England. Now, after the King lost his head, thereafter, there were ups and downs in the fortunes of the monarchy in England, and after those ups and downs, ultimately, there was a compromise with the King, when the Restoration was effected in 1660. Now after the Restoration, when the Commons of England, well, they had a compromise with the King then, in the context of that compromise, they had to give up something, and they had to take something also from the King. And what they took was the largest share of power, but what they gave to the king was merely a shadow of the former Royal power. Now what

they took from the King was the real power to govern the country, but what they gave to the King was a mere shadow of the previous monarchic pleasure of dismissing anybody, any Minister, well, at his will. But then, because the shell of dignity had to be left with the King, therefore, they had to make it a matter of convention that the King could dismiss a Ministry at pleasure, while very well saying it, also by another convention laying it down that as long as the Ministry held the majority in the House of Commons, the King's pleasure would not work—the pleasure would not work. There the King would be merely a kind of an executive who would be put to use at the time of a new ministry coming into power or at the time of the Chief Minister advising the King to dismiss a recalcitrant Minister or at the time of the council of ministers accepting the resignation of a minister during a particular session of Parliament even though the party to which the Council of Ministers belongs continues to have the majority in the House of Commons as it happened to be in the case of that famous Minister who was embroiled in that Keeler episode, in that girl's episode. At that time that particular Minister had resigned and that resignation had to be accepted and it had to be accepted by the Queen merely as the executive head of the State, of course, on the advice of the Council of Ministers. This state of things there in England was brought about through the course of a long struggle between the monarch and the commoners of England. The monarch and the commoners fought for many years and ultimately there came about a compromise and this compromise I must say, was tipped completely in favour of the commoners. As you know what was left to the King was merely an apology of power or authority. He was merely kept as a token head and nothing more than that. The point

here is this. When our Constitution was framed here, those who framed it took these conventions of England and they were solidified in our Constitution. But the very dynamics of those conventions of England have been forgotten and these conventions were merely solidified in our Constitution. This has created all kinds of difficulties because when such convention are put in the Constitution all kinds of difficulties are bound to arise and these difficulties have arisen in various States throughout India. For example such difficulties have arisen in West Bengal where the Governor thought though he was merely to take action according to conventions in force in England, that the Constitution gave him powers much more than these of the King of England. These things happened because those who were framing our Constitution were so much in favour of whatever was in force in England that they wanted to import all that to India. For making our Constitution look respectable perhaps, they almost wanted to make our Constitution in the image of the English Constitution. It is said that God made man after His own image and because those who made our Constitution looked upon England as almost the God of constitutional democracy they did this.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAH ALI KHAN): They studied all the Constitutions in the world.

SHRI A. P. CHATTERJEE: They looked upon England as God in the matter of constitutional democracy and just as the real God made man after His own image, these our tin gods, they wanted to create our Constitution also in the image of the British Constitution and so they put in all the conventions which were there in England in the form of our Constitution. This has created all kinds of difficulties. This is one of the anomalies that have crept into our Constitution. (Time bell rings) Just two more minutes

[Shri A. P. Chatterjee.] Sir. Ten minutes are not yet over. Mr. Vice-Chairman, for instance we find that our Constitution is full of so many checks and balances, these checks and balances are conventional checks and balances in England and, therefore, they manage better in England than in India. Here since these checks and balances have been imported without any thought or any reflection into the Indian Constitution we run into all kinds of troubles and difficulties. Our Constitution is the best in the world. If you throw a copy of the Constitution at a man's head his head would be broken. It is such a big Constitution. But this big Constitution has not been able to solve many of our ills and problems. There are many problems. For instance there is the problem of defections and floor-crossing. Therefore, I say that this Constitution has to be looked into. It is no use saying that because in 1950 some Constitution was given by a Constituent Assembly it should not be modified or looked into. That Constituent Assembly was not elected on adult franchise. It was a Constituent Assembly elected upon a very limited suffrage, and so that Constituent Assembly could not reflect the sentiments of the people of India at large. Moreover, who were the members of that Constituent Assembly?

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): They were the real representatives of India.

SHRI A. P. CHATTERJEE: Those members were not very much in touch with due respect to the framers of the Constitution I would like to say it—with the people at large.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): They were in touch with the people.

SHRI A. P. CHATTERJEE: It is no use trying to make a fetish of it. After all, what is idolatry? Idolatry

does not merely mean worship of a stone or wooden image. Idolatry means worshipping anything without deliberation or without any reflection. If we begin to worship the Constitution because it was born in 1950 then it would be in the grossest form of idolatry. Therefore, if we want to divest ourselves of this grossest form of idolatry let us look at it from a practical point of view. We find that this Constitution is failing to work and, therefore, this Constitution has to be looked into. Look at the powers of the Governors and all that. These powers of the Governor have got to be modified. The Governor is not more than a top executive and if he wants to be more than a top executive then he has got to be put in his place. But if you interpret the Constitution literally you cannot do it. A particular High Court literally went by the Constitution and said that the Governor is more powerful than the King of England. If this is so then the Governor's powers have got to be modified. It is, therefore, necessary that our Constitution should be amended. I cannot say exactly in what way it is to be amended and so this Resolution which has been brought forward by my hon. friend Mr. Khaitan is a very useful one and it should be accepted. The whole question has to be gone into by a Parliamentary body which has to be constituted in order to find out how the Constitution is to be amended. It has to be amended because this Constitution will not do. Thank you, Sir.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): The House stands adjourned till 11 A.M. on Monday the 6th May.

The House then adjourned at forty-six minutes past five of the clock till eleven of the clock on Monday the 6th May, 1968. 570.